

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

بزمِ یارای

عائشہ نثار



بزم یاراں



عائشہ نثار

All Rights Reserved

Copyright: Ayesha Nisar (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

khanumaira@safareadab.com

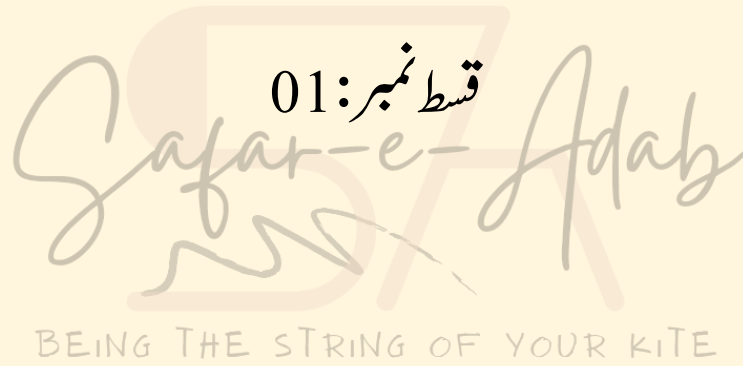
adab@safareadab.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

ضروری بات

بزمِ یاراں کے تمام جملہ حقوق لکھاری "عائشہ نثار" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کارروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔





میں یادو کا قصہ کھولوں تو
کچھ دوست بہت یاد آتے ہیں

میں گزرے پل کو سوچوں تو
کچھ دوست بہت یاد آتے ہیں

اب جانے کون سی نگری میں
آباد ہے جا کے مدت سے۔۔

میں دیر رات تک جاگو تو
کچھ دوست بہت یاد آتے ہیں

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

کچھ باتیں تھی پھولوں جیسی
کچھ لہجے خوشبو جیسے تھے

میں شہر چمن میں ٹہلو تو
کچھ دوست بہت یاد آتے ہیں

وہ پل بھر کی ناراضگیا
اور مان بھی جانا پل بھر میں

اب خود سے بھی روٹھو تو
 کچھ دوست بہت یاد آتے ہیں۔۔۔۔۔
 (نامعلوم)

یہ منظر ہیں ایک میٹنگ روم کا جہاں بڑے بڑے بیز نیسمن بیٹھے اُس خوبرونو جوان کو بولتے ہوئے سن رہے تھے اور
 اصل میں اُس سے کافی متاثر نظر آتے تھے

اُسکا طریقہ کار، پریزنٹیشن، سمجھانے کا انداز، بات کرنے کا انداز سب کچھ ایسا تھا کہ سامنے والا چاہے اُسکا دشمن ہی
 کیوں نہ ہوں متاثر ضرور ہوتا تھا
 جیسے ہی اُسکا پریزنٹیشن دینا ختم ہوا ہر طرف تالیو کا شور اٹھا۔۔۔ اور یہ واضح ہو گیا کہ یہ ڈیل بھی ملک گروپ
 آف کنسٹرکشن کو ہی ملی ہے۔
 BEING THE STRING OF YOUR KITE

جس ڈیل میں وہ ہاتھ ڈال تا تھا اس میں پھر اُسکے دشمن ہی ہاتھ ڈالتے تھے کیونکہ باقی سب کو پتا ہوتا تھا کہ یہ ڈیل
 اُسے ہی ملنی ہے اس لیے وقت برباد ہو گا اور کچھ نہیں۔

"مبارک ہو مسٹر ملک ایک بار پھر آپ بازی لے گئے ویسے 25 سال کی عمر میں اپنے قدم بزنس کی دنیا میں بہت
 مضبوط کر لیے ہیں"

ایک آدمی نے اس سے مصافحہ لیتے ہوئے حسد سے کہا۔۔۔

"کامیاب ہونے کے لیے عمر معائنہ نہیں رکھتی قابیلیت اور لگن ہونی چاہیئے۔ آپ عمر کے کسی بھی حصے پر کیوں نہ ہوں کامیابی آپکا مقدر ہوتی ہے"

"اور ایک مفت کا مشورہ دو گا آپکو کے بے جھوٹی مبارک باد اور بے جھوٹے خوشی کے لہجے اُنکے سامنے استعمال کیا کیجئے جو آپکی اصلیت سے واقف نہ ہوں، اُنکے سامنے اپنی دونوں کی سستی ایکٹنگ مت کریں جو آپکی رگ رگ سے واقف ہے"

اور سختی سے اتنا کہہ کر آنکھوپے گلاسز چٹھا کر وہ آگے بڑھ گیا اُسے فضول گوئی نہیں پسند تھی۔۔۔۔۔ وہ بولتا، مسکراتا، ہستا صرف اپنی فیملی اور دوستوں کے ساتھ ہی تھا

"رومان ہاشر ملک"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ملک گروپ آف کنسٹرکشن کا مالک جس نے اپنی محنت اور لگن سے اس کمپنی کو بلندی پر پہنچا دیا تھا۔

گوری رنگت، ستوانا، ہلکی ہلکی ڈاڑھی، عنابی لب اور براؤن / ایمر آنکھیں نفاست سے سجے بال اُسے اور دلکش بناتے تھے،۔۔۔۔۔ بلاشبہ وہ بہت خوبصورت تھا اور اپنی پرسنلٹی سے کسی کو بھی اپنے سحر میں جکڑنے کا ہنر رکھتا تھا۔

یہ منظر ہے ایک بڑے سے کمرے کا جس میں دو سنگل بیڈز اسے فاصلے پر رکھے ہوئے تھے اور اُنکے درمیان میں ایک سائنڈ ٹیبل رکھا ہوا تھا جس پر لیپ رکھا ہوا اور ساتھ میں مکمل فیملی فوٹو کا فریم اُس فوٹو میں ایک خوبصورت سا کپل تھا اور اُنکے تین بچے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں کھڑی تھی اور سبھی مسکرا رہے تھے۔۔۔۔

اگر کمرے میں واپس آئے تو بائیں بیڈ کے جانب والی دیوار پر بڑی سی الماری فٹ تھی اور دونوں بیڈ کے سامنے والی دیوار پر ڈریسنگ ٹیبل تھا جس سے کچھ فاصلے پر باتھ روم کا دروازہ تھا دائیں بیڈ کے جانب والی دیوار میں بڑا سا گلاس ڈور تھا جو بالکنی میں کھلتا تھا اور اُسی دیوار کے کون میں خوبصورت سا بک شلف کھڑا کیا ہوا تھا جو پوری طرح سے ناولز سے بھرا پڑا تھا اور اُسکے اوپر والے پارٹ چند ایک ٹرافیاں رکھی ہوئی تھی اور اوپر دیوار پر بکسنگ گلوز لٹک رہے تھے۔ پورا کمرہ سفید اور گلابی امتزاج کا تھا۔

دائیں جانب والے بیڈ پر آئے تو اس وقت اُسپر ایک بیچین روح بیٹھی ہوئی تھی جسکے آگے لپٹا ہوا تھا گلے میں وائر لیس لٹک رہے تھے بیڈ پر کتابی پھیلی ہوئی تھی مگر اُسکا دھیان پڑھائی میں نہی تھا اُسکے بیڈ کے اوپر دیوار پر اُسکا نام پوری آب وہ تاب سے چمک رہا تھا "نور العین"

گلابی رنگت، براؤن کمرے سے تھوڑے اوپر آتے بال اس وقت میسی سے جوڑے میں قید تھے تیکھے نین نقش اور ہیزل براؤن آنکھیں اُسکی آنکھیں اور بال جب دھوپ میں چمکتے تھے تو سامنے والے کو میسرانز کر دیتے اور اُسکے پرکشش ہونے کا راز اُسکے تھوڑی کے گڑھے میں موجود تل وہ بہت حسین تھی بہت زیادہ

اُسکا دھیان بار بار اپنی ساتھ والے بیڈپے بیٹھی ہوئی بہن پر جارہا تھا جسے اُسکی امی نے اسپر نظر رکھنے کے لیے گھر پر چھوڑا ہوا تھا

اس وقت وہ اپنے ناول میں پوری طرح مگن بائیں جانب والے بیڈپے ہالاسٹر اور سٹکی نوٹس، مارکرز وغیرہ پھیلا کے بیٹھی ہوئی تھی اور اُسکے بیڈ کے اوپر بھی پنک کلمر میں لائننگ سے اُسکا نام جگمگا رہا تھا "نور الہدیٰ"۔

ہو دابلکل اپنے بہن کا پر تو تھی بس فرق یہ تھا کہ اُسکی آنکھیں گہری سیاہ تھی اور اسپر بجھی گھنی پلکے اسے مزید خوبصورت بناتی تھی اور اُسکی تھوڑی پر کوئی بھی تل موجود نہیں تھا

"یہی سہی موقع ہیں بیٹا نور العین نکل لے ورنہ بے چوڑیل تجھے جانے نہی دیگی"

خود سے کہتے ہوئے وہ بڑبڑاتے ہوئے دروازے تک دبے پاؤں پہنچی ہی تھی کہ اُسے اپنے پیچھے سے چوڑیل کی آواز آئی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"واپس آ جاؤ آپنی ورنہ مینے ماما کو کال کرنے میں ایک سیکنڈ بھی نہی لگانا ہے"

ہو دانے ویسے ہی کتاب میں سر دیتے ہوئے کہا۔۔

نور نے زور آنکھیں میچی اور پھر کھولی اور مسکراتے ہوئے پلیٹ گئی۔۔۔

"میں پانی پینے جارہی تھی"
نور نے بہانہ بنایا

"میں بھی جانتی ہو اور تم بھی جانتی ہو کہ تم بھائی کے باکسنگ روم میں جارہی تھی اسلیے جھوٹا بولو اور شرافت سے
یہا بیٹھ جاؤ"

ہو دانے اُسکا جھوٹ پکڑتے ہوئے کہا۔

"ہو دا پلیز جانے دو نا میری پیاری سی چھوٹی سی بہن نہیں ہو"

ہو دانے بڑنگ کرنی چاہی۔

"یہ مکھن کسی اور کو لگانا تمہاری وجہ سے ماما مجھے شادی پر نہیں لیکر گئی مجھے وہاں جا کر ڈریس دیکھنے تھے مہمانوں کے
اور پھر گھر آ کر میں اچھی اچھی ڈیزائن بناتی لیکن تمہاری رکھوالی کے لیے ممانے مجھے یہا بیٹھا دیا"

ہو دانے اپنا دکھ سنایا

"ابجھا نہیں جاتی ہو میں پر مجھے پوچھنا یہ تھا کہ یہ رزلٹ تمہارا تو نہیں ہے"

نور نے اپنے ہاتھ میں ایک کاغذ لہرا کر پوچھا جو یقیناً ہو دا کا ہی تھا

"نہیں تو میرا نہیں ہیں"

ہو دانے جھوٹ سے کام لینا چاہا

"ابجھا کوئی بات نہیں میں ماما سے پوچھ لو گی ہم"

نور نے انگی ٹیڑھی کی

"نہ۔۔۔نی۔۔۔ نہیں ماما کو نے بتانا پلیز پلیز"

Safar-e-Adab

ہو دانے منت کی

BEING THE STRING OF YOUR KITE

بھائی اب اما کی فلائنگ چپل سے کس کو نہی ڈر لگتا۔

"تمہیں میں اتنی سیدھی نظر آتی ہو"

نور نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا

"ابجھا جاؤ چلی جاؤ نہی بتاؤ گی میں ماما کو"

ہدائے فوراً کہا

نور نے ہودا کو فلائنگ کس دی

اور بے فکر ہو کر چلی گئی کیونکہ اُسے پتا تھا ہودا نے ایک بار کہہ دیا نہیں بتائے گی مطلب نہیں بتائے گی

یہ تھی وہ دونوں نوٹو فریم والی بچیاں نور العین ذوالفقار اور اس سے دو سال چھوٹی نور الہدیٰ ذوالفقار۔

پروفیسر ذوالفقار خان کے گھر کی رونک

پروفیسر صاحب کچھ دن پہلے ہی ناگپور شفٹ ہوئے تھے ریٹائرمنٹ کے بعد کی زندگی وہ اپنے شہر میں گزارنا چاہتے تھے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اُنکے فیملی میں صرف انکی بیوی دو بیٹیاں اور "نیل ذوالفقار" اُنکا بیٹا ہی تھا جو کے بزنس کے سلسلے میں امریکہ میں ہوتا تھا آج کل

احمد ویلا

اس گھر میں قدم رکھے تو پتہ چلتا ہے کہ ملازمین اپنے اپنے کاموں میں لگے ہوئے ہیں اور ایک ۵۰ کے قریب کا آدمی لاؤنج میں بیٹھانیز دیکھنے میں مگن ہیں اور انکی چائے پڑے پڑے ٹھندی ہو چکی ہے مگر نیوز کے سامنے کسے ہوش۔

سیڑھیوں سے اوپر کی طرف جائیے تو پہلے کمرے میں قدم رکھتے منظر کچھ یو ہے ایک جناب ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہوئے خود پر پر فیوم سپرے کر رہے ہیں اور اب جا کر صوفے پر بیٹھ کر شو لیس باندھ رہے ہیں اور بے کوئی اور نہیں اس گھر کے بڑے بیٹے ہیں

"ہادی واصف احمد"

دیکھنے میں کافی ہینڈ سم گرے آنکھیں کھڑے نقوش، ہلکی ڈاڑھی بھرے ہونٹ اور سلکی بال اس وقت وہ پینٹ شرٹ میں ملبوس یقیناً آفس نہیں جا رہا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اور مزاج میں کافی نرم ہر وقت مسکرا نے والا انسان۔

"السلام علیکم ابو"

"و علیکم السلام"

اُسے لاؤنج میں قدم رکھتے ہوئے کہا

ہادی کے سلام کے جواب میں احمد صاحب نے نیوز سے نظر ہٹائے بغیر کہا۔۔

ہادی بھی انہی کے پاس آکر بیٹھ گیا

"شارق چائے"

ہادی نے اپنے ملازم کو آواز دی

"ہش"

احمد صاحب نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اُسے تنبیہ کی کہ میری نیوز کے وقت ڈسٹر ب نہ کرو

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ہادی نے کانوں کو ہاتھ لگا کر بنا آواز کے سوری کہا اور کچن میں چل دیا

کیونکہ وہی جا کر ناشتا کرنا بہتر تھا۔۔۔

احمد ویلا میں صرف تین لوگ ہی رہائش پذیر تھے احمد صاحب، ہادی اور اسکا گھر چھوٹا بیٹا بدر جو اس وقت یونی میں ہوتا ہے

باتھروم کا دروازہ کلک کی آواز کے ساتھ کھلا اور نور العین نہا کر باہر نکلی سبھی لوگو کو صبح نہانا پسند تھا اور نور العین کو شام میں نہانا پسند تھا۔۔۔۔۔

اس وقت وکھلی لونگ t شرٹ اور ساتھ ڈھیلا ڈھالا ٹراؤزر پہنے ہوئے تھی اور گیلے بالو کو کلیچر میں مقید کیا اور بیڈ پر آکر دھڑام سے بیٹھ گئی۔

اس وقت بوریت سے سخت جھنجھلائی ہوئی تھی

"ہانی کو کال کرتی ہوں وہی میری بوریت مٹا سکتی ہے اب"

اُس نے کال کرنے کے لیے موبائل اٹھایا ہی تھا کہ سامنے اُسکی خالہ کی کال آگئی

"اوہ نہی یار ابھی نہی"

اُس نے آواز کم کی اور موبائل کو ایسے ہی رہنے دیا جب تک کال سامنے سے نہی کٹ گئی

"ہاش بلا ٹلی خالہ کی کال مطلب میری اور میرے فون کے تین سے چار گھنٹوں کی دوری"

کال کٹتے ہی نور نے سکون کا سانس لیا

"ہانی جانی کو کرتی ہو کال"

نور جلدی سے نمبر نکالا اور کال ملا دیا مبادا کہی پھر سے نے آجائے خالہ کی کال

کچن میں کھڑی "ہانیہ" اس وقت اپرن پہنے اون کے سامنے کھڑی ٹمپیرچر سیٹ کر رہی تھی اور جھولتی لٹے چہرے کا طواف کر رہی تھی

گوری رنگت، بھوری شہد رنگ آنکھ، چھوٹی گلابی ناک اور پتلے ہونٹ لمبے بال اس وقت چوٹی میں بندھے ہوئے تھے

ٹمپیرچر سیٹ کر کے وہ ہٹی اسی وقت ٹیبل پے پڑا ہوا اسکا موبائل بج اٹھا۔۔۔

موبائل ہاتھ میں اٹھاتے ہی اُسکے چہرے پے خوبصورت مسکراہٹ رنگ گئی۔۔۔

موبائل پر بڑے بڑے لفظوں میں "گرم کھوپڑی" جگمگا رہا تھا

جلدی سے ہاتھ سے گلوں اتارے اور کال پک کیا

"السلام علیکم"

بڑے پُر جوش انداز میں سلام کیا ہانی نے

"وعلیکم اسلام"

جواب آیا

"کیا کر رہی ہوں"

ہانی نے کیک کا بیٹر تیار کرتے ہوئے پوچھا

"بڑا بھنڈ مارا ہیں میں ابھی خالہ کی کال نہی اٹھائی"

نور نے دانتوں نے اُنکی چباتے ہوئے کہا

"یار کوئی ایک، ایک ایسا دن ہے تمہاری لائف میں جب تم بھنڈنا مارو کچھ نیا بتایا کرو یار"

ہانی نے اُسکی ٹینشن سرے سے ہی اڑادی

"ہن، تمسے تو ہمدردی کی توقع ہی نہی ہے مجھے خیرِیے بتاؤ تم کیا کر رہی ہوں، رہنے دو میں ہی بتاتی ہو یقیناً کچن میں موں دیکے بیٹھی ہوگی"

نور نے سوال کر کے خود ہی جواب دے دیا

"ہاں کپکپکس بنارہی ہوں، کھاؤ گی تم"

ہانی نے جوش سے پوچھا

"ہاں کیوں نہیں، خیر بے چھوڑو بے بناؤ کل کے لیے ریڈی ہوں"

نور نے جواب دیکر سوال پوچھا

"میں بھجاتی ہوں حیدر کے ہاتھوں، اور ہاں تیار تو ہوں پر ڈر لگ رہا ہے"

ہانی نے کیک ٹن کو گریس کرتے ہوئے کہا

"ہیں ڈر کس لیے"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

نور نے اپنے نیل فائل کرتے ہوئے پوچھا

"وہاں اتنے سارے لوگ ہو گے تمہیں پتہ ہے مجھے انسائیٹی ہونے لگتی ہے رش والے جگہوں سے"

ہانی نے اپنی پریشانی بیان کی

"اوہ یار انسان ہی ہو گے کوئی جنگل کے بھیڑیے نہیں ہو گے"

نور نے اُسکی پریشانی ہوا میں اڑائی

"وہی تو کہہ رہی ہوں وہاں پر جنگل والے بھیڑیے نہیں ہو گے انسانی بھیڑیے ہو گے اور پتہ ہے جنگل کے بھیڑیے ان انسان نما حیوان میں چھپے ہوئے بھیڑیوں سے بہت بہتر ہے جنگل والے بھیڑیے سرف آپکو خانیکے آپکی عزت کو تو پامال نہیں کرتے مگر یہ انسان نما بھیڑیے عزت کو روند کے رکھ دیتے ہیں۔۔۔۔۔ جنگل کے بھیڑیوں سے اتنا ڈر نہیں لگتا جتنا یہ انسانی بھیڑیوں سے لگتا ہے۔"

ہانیہ نے آنکھوں میں ڈر سمو کے کہا۔۔۔۔۔

"تم ٹینشن کیوں لے رہی ہوں میں ہونا تمہاری حفاظت کے لیے کوئی کچھ کر کے تو دیکھئے چیر پہاڑ کے نار کھ دیا تو میرا نام بھی نور العین ذوالفقار نہیں"

Safar-e-Adab

نور نے سنجیدگی سے کہا
"ہاں تمہیں بس موقع چاہئے ہوتا ہے کسی کاموں یا کسی کی ناک توڑنے کا رکھ رہی ہوں میں میرے کیس جل جائے گے"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ہانی نے بات ختم کرتے ہوئے کہا

"کل ملاقات ہوتی ہے میں تمہیں پک کر لوگی تیار رہنا اللہ حافظ"

نور نے کہہ کر کال کٹ دیا اور نیچے چلے گئی ماما کے دربار میں حاضری بھی تو دینی تھی اب خالہ نے شکایت نہیں کی ہوگی ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا

اگلی صبح

ہادی بیچینی سے کرسی پر بیٹھے مسلسل پیر ہلا رہا تھا۔ مطلب غصہ کنٹرول کر رہا تھا عموماً اُسے غصہ اتنا نہیں تھا مگر دو لوگ ایسے تھے جنکی حرکتوں سے اُسے ناچاہتے ہوئے بھی غصہ آجاتا تھا

ایک اُسکا بھائی اور ایک نکمادوست

ہادی نے زور سے موبائل ٹیبل پر پٹکھا۔۔۔

جس پر سامنے موبائل میں چہرہ گھسائے بیٹھے رومان نے چہرہ اٹھا کے اُسے دیکھا

"آرام سے موبائل پر کیوں غصہ نکال رہے ہوں۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

آج سب اُلٹا ہو رہا تھا جس رومان کو ہمیشہ غصہ آتا تھا وہ آج سکون سے بیٹھا تھا اور جو ہمیشہ سکون سے بیٹھا ہوتا تھا اُسکا غصہ ہی کم نہیں ہو رہا تھا۔

"ایک گھنٹے سے کمینے کو کال پے کال کیے جا رہا ہوں مگر مجال ہے جو اٹھالے مگر اٹھائیگا بھی کیسے گدھے گھوڑے نہیں پورا
اصطبل بیچ کے سویا ہوگا"

اُسکے غصے سے کہنے پر رومان نے مسکراہٹ روکی

"ہوٹل اس کاریسٹورانٹ اُسکا لیکن روز ہمیں یہاں چکر لگانا پڑتا ہے، کیوں کہ جناب تو نیند کی وادیوں میں ہو گئے، ہفتے میں ایک بار اپنا منہ ہوس چہرہ اٹھا کر آجاتا ہے یہاں یہاں تک کی اس کے ورکرز بھی اُسے نہیں پہچانتے"

ہادی کا غصہ سوانیزے پر تھا

"ویٹ اب دیکھ میں کیسے اسکی واٹ لگاتا ہوں تو صبر کر میرے یار"

رومان نے شیطانی دماغ سے کہا اور فون نکال کر ایک نمبر ڈائل کیا

"السلام وعلیکم انکل خیریت جی جی انکل میں بالکل ٹھیک جی میں کب سے آپکے بیٹے کو کال کر رہا ہوں مگر وہ کال نہی اٹھا رہا آپ اسے پلیز کہہ دے کہ مجھے کال بیک کرے جی جی ہم ریستورانٹ پہنچے ہیں"

رومان تیر نشانے پر لگایا تھا اور ہادی اُسے داد دینے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا جواب میں رومان نے اُسے آنکھ ماری اور دونوں ہنس دیے

کیونکہ جو ڈرگت اُنکے دوست کی بن نے والی تھی اُسکا سوچ کے ہی اُنکو مزہ آ رہا تھا

رحمان صاحب نے جیسے ہی کمرے قدم رکھا کمرے کا ماحول دیکھ کر نفی میں غصے سے سر ہلایا۔۔۔

کمرے میں پوری لائٹس آف کر کے اندھیرا کیا ہوا تھا کھڑکی کے پردے گرے ہوئے تھے ایسی نے ماحول کو ٹھنڈا بنا رکھا تھا اور ایک جسم بستر پر اڑا تر چھا پڑا ہوا تھا ایک تکیا موموں پر تھا اور ایک گٹھنے کے نیچے باقی سارے تکیے تو فرش کی زینت بنے ہوئے تھے۔۔۔ کفرٹ آدھا نیچے لٹک رہا تھا اور آدھا اُسکے اوپر تھا۔

رحمان صاحب نے سب سے پہلے ایسی بند کیا پھر کھڑکی کے پردے ہٹائے اور لائٹ آن کی لیکن سوئے ہوئے وجود کو کوئی فرق ہی نہیں پڑھا۔۔۔

رحمان صاحب اپنے بیٹے کے جانب بڑے اور اُسکے موموں پر سے تکیا ہٹایا جہاں اُسکا موم کھلا پڑا تھا اُسکا موم دیکھ کے انہے ہسی آگئی

لیکن اگلے لمحے انہوں نے کھینچ کر اُسکے اوپر سے کفرٹ ہٹایا اور اُسے آواز دی مگر وہ کروٹ بدل کے سو گیا۔

اب کے انہے سچ میں بہت غصہ آ رہا تھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"دریاب چودھری"

انہوں نے غصے سے گرجدار آواز میں اُسکا پورا نام لیا اور تاریخ گواہ ہے جب جب انہوں نے اُسکا پورا نام پکارا تھا تب اُسکی شامت آئی تھی۔

دریاب فٹ سے اٹھ کے بیٹھ گیا اور سیلوٹ کرنے کے انداز نے انہے سلام کیا۔

"اسلام علیکم ابو"

"وعلیکم اسلام، تمہیں کچھ ہوش ہے وقت کیا ہو رہا ہے وہاں تمہارے دوست بیٹھے کب سے تمہیں کال کر رہے ہیں
ہاں"

رحمان چودہری نے غصے سے کہا

"سوری ابو"

دریاب منمنایا

"دس منٹ، دس منٹ کے اندر اندر تم مجھے نیچے چاہئے ہوں"

ابو نے اُسے گھورتے ہوئے کہا اور نیچے چل دیے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

دریاب اُٹھ کے سیدھا باتھ روم میں بھاگا کیونکہ دس منٹ کے اندر مطلب دس منٹ کے اندر ہی اُسے نیچے جانا تھا۔

گوری رنگت کھڑے نیں نقوش اور کلین شیو کے ساتھ نیلی آنکھوں والا دریاب چودہری جسکے بال ہمیشہ اُسکے ماتھے پر
رہتے تھے اور اُسکا قد ابھٹھا خاص تھا، سستی کاہلی اور نیند بے تینوں جیسے اسکے اندر کوٹ کوٹ کے بھری تھی اور بے
چائے کا دیوانہ لوگ نیند بھگانے کے لئے چائے پیتے تھے اور بے نیند لینے کے لئے چائے پیتا تھا۔

جلدی جلدی تیار ہونے کے بعد اُس نے ٹیبل سے موبائل اٹھایا تو ہادی کی لاتعداد کالز تھیں

گاڑی کی چابی اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو چابی ملی ہی نہیں کیونکہ چابی تو پہلے ہی اُسکے اُٹولے جا چکے تھے۔

دریاب بنا سوچے سمجھے نیچے بھاگا۔

اور جا کے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا۔

"تم ابھی تک یہی ہوں گے نہیں"

رحمن صاحب نے پیچھے سے آواز لگائی

"چودھری صاحب میرے بیٹے کو ناشتا تو کرنے دے ہر وقت لکڑی لیکر پیچھے پڑ جاتے ہیں، تو کہا میرا بچہ"

آسیہ بیگم نے چٹ بیٹے کے حمایت کی

"ہاں تو بیل کے پیچھے لکڑی لیکر ہی پڑا جاتا ہے انسانوں کے سمجھ میں بات ایک ہی بار میں آ جاتی ہیں لیکن تمہارے بیٹے کو دس دس بار سمجھانے پر بھی سمجھ نہیں آتی سمجھ آئیگی بھی کیسے دماغ کی جگہ بھوسا جو بھرا ہوا ہے"

رحمان صاحب نے پھر اُسے اچھی خاصی سنادی

جس پر وہ برے برے مول بناتے چپ چاپ کھاتا رہا۔

"ابچھا امی میں چلتا ہوں اسلام علیکم، ابو چابی"

دریاب نے ماں کو سلام کرتے ہوئے پھر اپنے بابا سے کہا

"کوئی چابی کوئی چابی دانی نہیں ملے گی، یہ پکڑو ۱۰۰ روپے اور آٹو کرو اور نکلورسٹورنٹ کے لیے اور ۱۰۰ میں سے بھی ۲۰ روپے واپس آئے گے شام کو چپ چاپ میرے ہاتھ پے رکھ دینا"

اور حیرت سے مومن کھولے انکو سنتے رہا اور جب بولا تو حیرت کے مارے بس اتنا ہی

"واپسی کے پیسے"

"پیدل آؤ گے تم وہ بچے بیٹھے انتظار کر رہے ہو گے اس لیے جانے کے لیے دیدیے ورنہ وہ بھی نہ دیتا چلو نکلوا ب"

اتنا کہہ کر وہ اپنے موبائل میں مگن ہو گئے اور دریاب بیچارہ حیرت میں ڈوبا باہر کی جانب بڑھا۔

تین بانک سوار تیزی سے بانک چلاتے ہوئے یورنیورسٹی کے راستے پر آگے پیچھے تھے کبھی ایک آگے ہوتا تو کبھی

دوسرا۔۔۔۔۔

اور ایسے ہی سرکس کرتے ہوئے انہوں نے اپنی ہیوی بانک لاکر لائن سے یونی کے پارکنگ میں روکی اور تینوں نے ایک ساتھ ہیلیٹ اُتارا پھر ایک ساتھ پہلے اپنی گردن دائیں جانب کی پھر بائیں جانب اُسکے بعد تینوں نے ساتھ میں اپنے بالوں کو ہاتھوں کی مدد سے سوار اور ایک ساتھ ہی نیچے اترے۔۔۔۔

یہ انکار و زکا معمول تھا اسلیے کسی نے بھی نوٹس نہیں لیا۔۔۔۔

تینوں نے ایک جیسی ڈریسنگ کی ہوئی تھی بلیک جینز وائٹ شرٹ اور اسپرچیکس کے شرٹ جسکے بٹن کھولے ہوئے تھے بس انکی شرٹ کے کلر میں فرق تھا۔

تینوں لائن سے چلتے ہوئے یونی کے گراؤنڈ میں آئے

دائیں جانب کالٹکا اونچی قد قامت، کھڑے نقوش گوری رنگت اور گال میں پڑھنے والے گڑھے انف اُسکی پرسنلٹی۔۔۔۔ وہ سہرا انگیز شخصیت کا مالک "ارحم چودھری" تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

میوزک کا دیوانہ اور کم بولنے والا دوسرے لفظوں میں کہا جائے تو بولنے سے اُسکا بل آتا تھا بولتا وہ کم تھا مگر اُسکی آواز بھت خوبصورت تھی۔۔۔۔ بھت زیادہ۔

اور بے سست انسان میرا مطلب دریاب چودھری کا چھوٹا بھائی لیکن عادت اور چہرہ بالکل الگ بس انکی آنکھیں ملتی تھی نیلی سمندر جیسی۔

بچ میں جو شیطانی دماغ والا انسان تھا وہ تھا "بدر احتشام احمد"

ہادی کا بھائی

دیکھنے بلکل اپنے بھائی کو کاپی گوری رنگت کھڑے نقوش اور گرے آنکھوں والا شیطان کا نانا
جو اسکی چہرے پے طاری معصومیت کی جال میں پھس گیا مطلب گیا۔

ہر وقت اسکے دماغ میں کوئی نہ کوئی خرافات پل رہی ہوتی ہے۔ جیتنا ہادی ٹھنڈا مزاج اتنا ہی بے چلہلا، مستی مذاق کے
بغیر اسکا گزرا نہیں۔

۔ اور بائیں جانب چلتا ہوا شریف بچہ اور فٹنس فریک جسکو ہر وقت اپنے باڈی بنانے کی پری رہتی بے خالی وقت میں جم
میں پایا جاتا تھا۔

اونچی قد قامت کے ساتھ ہیئڈ سم سانو جوان کو ان تینوں میں سب سے زیادہ اٹریکٹو تھا اپنی مسلز اور باڈی کی وجہ سے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

رومان ہاشر ملک کا پھوپو زاد کزن

"شانف زبی"

اس وقت وہ تینوں یونی کے گراؤنڈ میں لگے بڑے سے درخت کے نیچے کھڑے تھے بے انکاڈا تھا یہا کوئی اور نہیں اتا
تھا۔۔۔۔۔

شانف اور ارحم گور سے بدر کو دیکھ رہے توجو بیچ پر سکون سے بیٹھا موبائل میں گھسا ہوا تھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہی ہے اتنی شانتی سے بیٹھا کیسے ہے"

شانف نے حیرت سے کہا

"مجھے بھی نہیں آ رہا یقیناً اسکے دماغ میں کچھ پل رہا ہے"

ارحم نے اپنی رائے پیش کی

"بدر میرے بھائی تیری شانتی ہم سے ہضم نہیں ہو رہی ہے"

شانف نے بدر کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تو"

ایک لفظی جواب آیا

"تو بے کے چل میرا پچھ شروع ہو جا، بتا تیرے اس شیطانی دماغ میں کیا چل رہا ہے"

ارحم بھی اُسکے ساتھ بیٹھا اور اُسے پچکارتے ہوئے کہا

"اے چلو، ٹھوڑی دیر میں سکون سے بھی نہ بیٹھو، عجیب"

بدر نے دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا

"وہی تو میں کہہ رہا ہوں تو سکون سے جب بیٹھتا ہے نہ تو سامنے والے کا سکون غارت کر دیتا ہے، اسلیے شرافت سے بتا دے کہ تیرے اس دماغ میں کس کا سکون برباد کرنے کی پلاننگ چل رہی ہے"

شائف نے بھی سکون سے ساری بات کہی

"کتنے تیز ہو بے تم دونوں"

بدر نے دونوں کو باری باری گھورا

"تیری صحبت کا اثر"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ارحم نے فٹ سے کہا

"تم کچھ زیادہ ہی نہیں بولنے لگ گئے"

بدر نے ارحم کو گھورتے ہوئے کہا

"اُسے گھورنے بند کر اور شرافت سے بتا دے ورنہ میں تیرے دانت توڑ دگا"

شائف نے اُسے وارن کرنے والے انداز میں کہا

جس پر بدر نے جلدی سے اپنے موں پر ہاتھ رکھ لیے اس سے کوئی بعید نہی سچ میں نہ توڑ دے

"بتا رہا ہوں یار"

بدر نے ویسے موں پر ہاتھ رکھ کر کہا

جسپر ارحم نے اپنی مسکراہٹ روکی

اور بدر نے ساری پلاننگ اُن دونوں کو سنادی
جسکے بعد دونوں نے بیچ سے اپنا باغ اٹھایا اور سیدھا آگے چل دیے۔

بدر اپنے حیرت سے دیکھے گیا اور تھوڑی دیر بعد ہوش میں آکر اُنکے پیچھے لپکا۔
BEING THE STING OF YOUR LIFE

"ابے او کہا جا رہے ہوں رکو تو"

بدر نے اُنکے پیچھے بھاگتے ہوئے کہا

"کون ہوں تم ہم نہی جانتے تمہیں تم جانتے ہوں ارحم اسے"

شائف نے اُسے پہچاننے سے ہی انکار کر دیا اور ویسے ہی چلتے چلتے ارجم سے بھی پوچھا جس نے صاف انکار کر دیا۔

"نہی میں نہی جانتا"

"رک جاؤ کمینوں"

بدر جو اُنکے ساتھ چلنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا آخر کو چنچ پڑا اُس کے پیچھے پر آس پاس والے بھی رک کر اُسے دیکھا اور اگنور کر کے آگے بڑھ گئے۔ یہ تو روز کا ہی تھا۔

"کیا ہے"

Safar-e-Adab

دونوں نے ایک زبان ہو کر پوچھا

"اسی لیے میں تم دونوں کو نہی بتا رہا تھا مجھے پتہ تھا تمہارا کچھ ایسا ہی ریلکشن ہوگا"

بدر نے دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"دیکھ بدر میرے بھائی تو ایسا کچھ نہیں کریگا کیوں شیر کی کچھار میں ہاتھ دال رہا ہے آگے ہی ایگزام ہے بڑھا تجھے فیل کر دیگا"

شائف نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا

"اور میں کیوں ایسا کچھ نہیں کروں گا"

اتنی بڑی بات کی جواب میں اُس نے بس یہ کہا

"کیونکہ تو یقیناً نہیں چاہیگا کہ ہم تیرے پچھلے کارنامے کی تفصیل ہادی بھائی کو دے"

ارحم نے اُسے پیار سے دھمکی دی
اور دونوں ہی اُسے دیکھ کر مسکرا رہے تھے

بدر نے انہیں آنکھیں چھوٹی کر کے غصے سے دیکھا اور "ٹھیک ہے نہیں کرتا میں کچھ" کہہ کر کینٹین کی طرف چل دیا۔

اور وہ دونوں بھی اُسکے پیچھے ہو لیے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

بلیک کار آکے یونی کے پارکنگ میں روکی جس کی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور ہماری نور العین باہر نکلی جس نے بلیک
جینز پہ لبی پنک کرتی پہنی ہوئی تھی اور اس کے اوپر ڈینم کی بلیک ہی جیکٹ پہنی ہوئی تھی گلے میں بلیک کلر کاسٹل لیا
ہو ابال ہائی پونی میں قید تھے اور پیرو میں وائٹ جوگرز۔

فرسٹ امپریشن اس لاسٹ امپریشن کے تحت اُسے تھوڑا گنڈی ٹاپ لوک کرنے کی کوشش کی تھی جسکو اپا کی فلائنگ چیل نے تھوڑا بھت سدھار لیا تھا۔

اور دوسری سائنڈ سے ہانیہ نگلی اُسے عبایا پہنا ہوا تھا جس پر اُسے پنک ہی کلر کا سٹال باندھ ہوا تھا اور چہرہ کھولا تھا پاؤں میں جو گرز تھے۔ اور چہرے پر گھبراہٹ کے مارے پسینہ۔ پہلے دن والی گھبراہٹ یونو۔

اُسکا ایڈمیشن پہلے دوسری یونی میں تھا پھر نور کے کہنے پر اُسے اُسکے ساتھ ہی یہاں ایڈمیشن کروالیا ویسے بھی وہ تو وہاں اکیلی تھی یہاں اُسکے ساتھ اُسکی جان عزیز دوست اور کزن تھی۔۔۔۔

Safar-e-Adab

"چلو" نور نے ہانیہ کی طرف آتے ہوئے کہا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"چل بھی لو یا رتم تو کلفی کی طرح یہی جم گئی ہو"

نور نے اُسے ہلکا کرنے کی غرض سے کہا

"نور ٹھنڈے جو کس مت مارو، دیکھو کتنے لوگ ہے یہاں"

ہانی نے پریشانی بیان کی

"میرے خیال سے یہ لوگ بھی یہاں پڑھنے ہی آئے ہے"

نور نے اُسکی معلومات میں اضافہ کیا

"نور"

ہانی نے پکارا

"ابجھا تم ہی بتاؤں کیا کریں واپس تم جا نہیں سکتی کیونکہ میرے ساتھ آئی تھی، ٹیکسی کر کے جانے کی ہمت تم میں ہیں
نہی، اب یہاں کھڑے کھڑے سوچو کیا کرنا ہے، میں تو چلی اندر"

نور سیریس انداز میں کہہ کر آگے جانے لگی پھر مڑ کر اُسے خبردار کیا اور آگے چل دی

"اور ہاں بچ کے رہنا سینئرز کے ہتھے چڑھ گئی تو رینگ ہو جائیگی تمہاری"

"روکو تو ڈراؤ تو نہیں یار"

ہانی نے اُسکے پیچھے جاتے ہوئے کہا

"ڈرا کہار ہی ہوں حقیقت بتا رہی ہوں یار"

نور نے سرسری سا کہا

"بہت ہی بری ہو نور تم"

ہانی نے ناک موں ٹیڑھا کرتے ہوئے کہا

"مجھے پتہ ہے کچھ نیا بتاؤ"

نور نے اُسکی بات ہو امیں اڑائی

"میں تمہاری شکایت کرو گی"

ہانی نے اُسے دھمکایا



"کس سے بھائی سے کرو گی"

نور میں شرارت سے کہا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نور"

اُسکے کہنے پے ہانی سٹپٹا گئی اور کندھے پے دھپ رسید کی جیسے نور نے دھیٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دانتوں کی بھرپور نمائش کی

"کیا ہوا"

ایک جگہ آکر نور کنفیوز ہو کر رک گئی تو ہانی نے پوچھا

"سمجھ نہیں آرہا کس طرف جاؤ"
نور نے بلڈنگ کو دیکھتے ہوئے کہا

"اب؟"
ہانی نے پھر پوچھا

"کسی سے پوچھتی ہوں"

وہ تینوں اس وقت درخت کے ہی نیچے براجمان تھے تب اُنکو اپنی طرف دو لڑکیاں آتی دکھائی دی

Safar-e-Adab

"یار یہ اپنی طرف آرہی ہے"

بدر نے پوچھا

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نہی دیوار کی طرف جارہی ہے"

ارحم نے آرام سے جواب دیا

"تمسے پوچھا نہیں ہے مینے"

بدر نے جل کے کہا

جسکو ارحم نے سرے سے اگنور کیا

"یارِے آستین تو ایسی چڑا کے آرہی ہیں جیسے میں اس سے قرض لے کر فرار ہو گیا تھا"

بدر کی زبان میں کھجلی ہوئی

"اُسکے سامنے پٹر پٹر کرنے کی ضرورت نہیں کوئی ہیلپ چاہیئے ہوگی"

شانف نے بدر کو کہا مگر نظر ابھی بھی موبائل پر ہی تھی۔

"ایکسیوزمی بھائی"

نور نے شانف کو مخاطب کیا

"ییس"

شانف نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا ساتھ بدر اور ارحم بھی کھڑے ہو گئی تھیں

"آپ پلیز بتا سکتے ہیں کہ B.BA کی فائنل یئر کی کلاس کس طرف ہے"

اُس نے شانف سے پوچھا

"جی جی"

شانف کی جگہ بدر نے جواب دیا

جس پر نور کے ساتھ ساتھ ارحم اور شائف نے بھی اُسے گھورا

"ایسا کرے یہا سے اوپر جائیں اور دائیں طرف سے چوتھا روم آپکی کلاس ہے"
شائف نے مختصر سا بتایا

"تھنک یو"

نور کی جگہ ہانی نے کہا

"آپ نیو کمر ہے"

بدر میں پھر پوچھا

"نہی پرانے ہی ہے بس ایسے ہی ٹائم پاس کے لیے پوچھ لیا"

نور نے طنزیہ کہا

جسپر بدر کے علاوہ باقی تینوں مسکراہٹ روکی

"اوہ ابچھا"

بدر نے سمجھنے والے انداز میں کہا

"اگر اب آپکی اجازت ہوں تو کیا میں یہاں سے اپنی تشریف لے جاؤ"

نور پھر طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا

جسپر پھر تینوں نے مسکراہٹ دبائی

"جی جی"

بدر نے جلدی سے کہا

"تھنک یو آپ کا"

اُسے شائف سے کہا کلاس کا پتہ بتانے پر
اور اپنی کلاس کی جانب چل دی۔

"اور وہ دوستیاں ہی کیا دوستیاں جتنی شروعات آپ جناب کے تکلف سے نہ ہو"

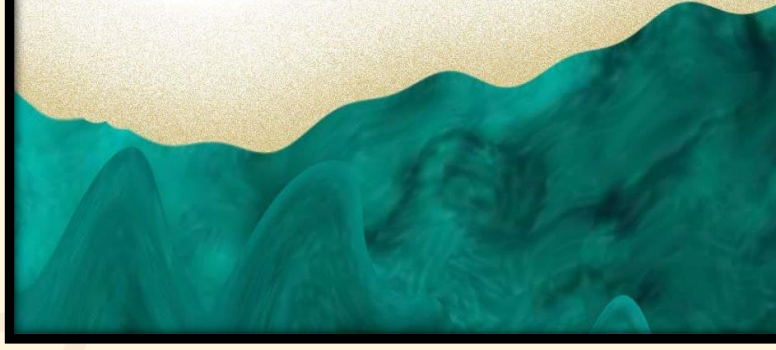
Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

باقی آئندہ

پل صراط

عنیزہ زاہد



"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہونا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

اور پھر۔۔ پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آجائے گی۔' اس کے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

"یہاں دستخط کرو غازہ ! " کاغذ غازہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازہ کے ہاتھ بڑی طرح کانپنے لگے۔ وہ تو با آسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آدھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنا لیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی حسرت میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازہ ! " سبیکہ کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔ "بچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سبیکہ ! اور یہ نیا دھور رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہنے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آ گئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمینڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو پیٹنے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

ایسین خانج

☆☆☆

ابراہیم

تطمئن القلوب

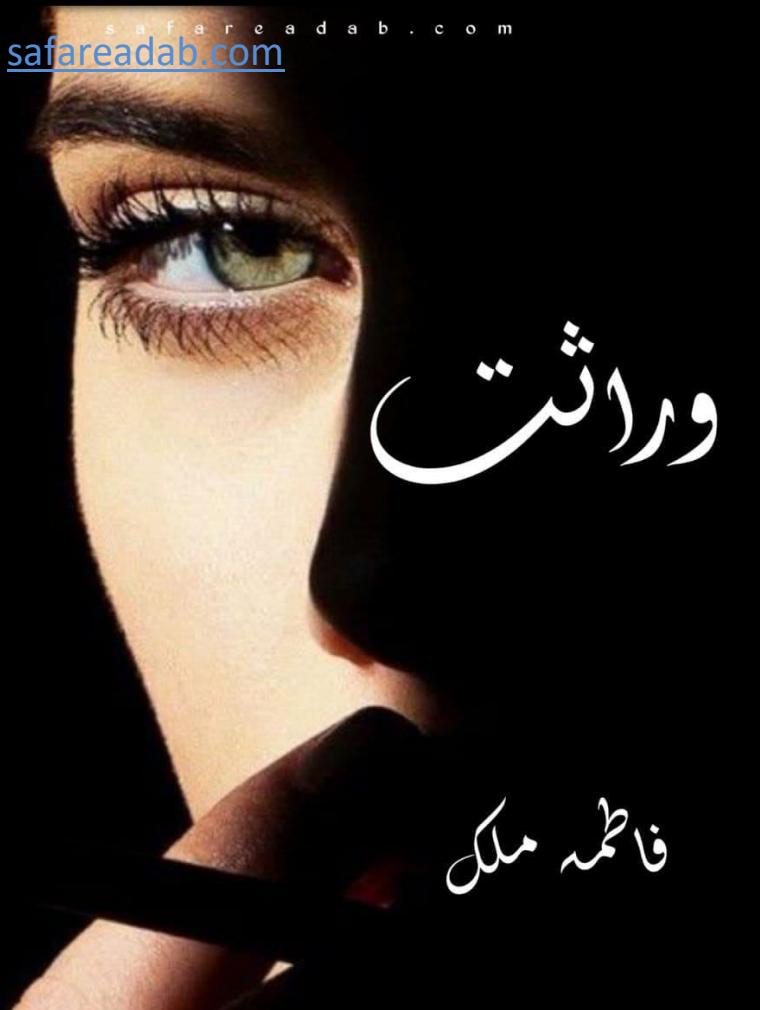


دانش آرزو

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔" وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔ "میں جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔ بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔ اللہ۔۔۔ بس اللہ۔۔۔!" وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھلا بھی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگ حب الہی تو اتر جائیں۔۔۔! ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔" وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ بہت پید کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارے غم میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔" وہ سگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔ "جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔ "وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟" وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟ "میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے توجہ ہٹا کر گئی۔ "ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔" وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔ اچھا اتنے پریقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ناپ کیا۔ "میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آخر۔۔۔" وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ در اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔



فاطمہ ملک

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا بیٹا؟" رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنوں گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔ یہ کیسا عجیب سا سوال ہے۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ بھلا!!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔" اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زور دار تھپڑ مار دیا۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آچکی ہے۔" رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے بلیٹی اور حسن خان وہیں دل تمام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟؟" ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے سہنڈ۔ سردار وارث جان۔" حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟؟ کون ہے یہ۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

نادو کیسے وفا پہ یقین کر لیں کی دیکھ جھلک

"آپا ضروری بات کرنی ہے۔" وہ نروس تھا۔

"کیا ہوا صالح؟ سب ٹھیک ہے؟" وہ پریشان ہوئیں۔

"آپا آپ میرا رشتہ لے کر جائیں۔" اس نے ایک ہی سانس میں بات کی اور نوٹین آپا تو ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگیں۔

"تم شادی کرنا چاہتے ہو؟" انہیں لگا انہیں سننے میں غلطی ہوئی ہے۔
صالح نے اثبات میں سر ہلایا۔

"کس کی طرف رشتہ لے کر جانا ہے؟" وہ جان چکی تھیں کہ کون ہو سکتی تھی وہ خوش قسمت جس نے صالح کو اس کے خول سے باہر نکالا تھا مگر وہ اس کے لبوں سے سننا چاہتی تھیں۔

"معاذ کی کزن" وہ اس کا نام نہیں لے رہا تھا۔

"کون؟ معاذ کی کونسی کزن؟" انہیں بھی شرارت سو جھی۔

"وہ جو میرے والے کالج میں پڑھاتی ہے۔" وہ آنکھیں جھکائے زمین کی جانب دیکھتے ہوئے بول رہا تھا اور انہیں اپنے بھائی پہ بے پناہ لاڈ آ رہا تھا۔

"او ہاں ہاں یاد آیا۔ وہ جس کی بہن بہت کیوٹ سی ہے خیر کیوٹ تو وہ بھی بہت ہے۔ پتا نہیں کیا نام تھا اس کا؟" وہ مسکراہٹ دبائے تجسس سے گویا ہوئیں۔

"آپا" وہ جان چکا تھا کہ اس کی آپا جان بوجھ کر یوں شو کروا رہی ہیں۔

"آپا کی جان۔ صدقے واری جاؤں میں تمہارے۔ اللہ نے میری دعائیں قبول کر لیں۔" وہ اس کا ماتھا چومتے ہوئے بولیں۔ انہیں تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ ان کا صالح خود شادی کا کہہ رہا ہے۔

"آپا ایک بات پوچھوں؟" وہ پرسوج انداز میں بولا۔

"ہاں میری جان پوچھو"

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

کسے وفا فائقین

عشاء افضل

"اگر ماما واپس آ گئیں؟" اس کا سوال انتہائی غیر متوقع تھا۔ لمحے میں نوشین کے چہرے پہ سختی در آئی۔

"وہ مر چکی ہیں۔" اٹل انداز۔۔۔

"آپ اور میں جانتے ہیں کہ وہ صرف ایک ڈرامہ تھا۔" زور دے کر کہا۔

"مگر میں اس ڈرامے کو حقیقت مان چکی ہوں۔ تم بھی مان لو۔ اپنی زندگی میں خوشیوں کو خوش آمدید کہو۔ زیادہ مت سوچا کرو۔ میری تو حسرت پوری ہونے والی ہے۔ میں بابا کے سامنے بھی سرخرو ہو جاؤں گی۔ شکریہ صالح"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس کو سمجھا رہی تھیں۔ آخر میں اپنی خوشی کا اعلان کیا۔ ان کے بابا اگر زندہ ہوتے تو اس خبر پہ خوشی سے جھوم اٹھتے۔

"میں ابھی آئی۔" وہ اس کو صوفہ پہ چھوڑے خود اٹھ کر کچن میں گئیں۔ واپس آئیں تو ہاتھ میں مٹھائی کی پلیٹ تھی۔

"منہ میٹھا کرو۔" گلاب جامن اس کے ہونٹوں کے پاس کیا تو اس نے تھام کر واپس پلیٹ میں رکھ دیا۔

"ابھی کیسے کر لوں۔ ابھی تو آپ رشتہ بھی نہیں لے کر گئیں۔ اگر انہوں نے انکار کر دیا؟ اگر اس کا رشتہ کہیں اور طے ہوا تو؟" کچھ سہا سا انداز تھا۔

"میں نے نوال سے کہا تھا کہ مجھے پوچھ کر بتائے کہ معاذ کی کزن کی کہیں متگنی وغیرہ تو نہیں ہوئی یا کہیں رشتہ وغیرہ تو اس نے ابھی مجھے تمہارے آنے سے پہلے کال پہ بتایا کہ آیت کے بابا نے اس کے کیرئیر کی وجہ سے فعال اس کا کہیں بھی رشتہ طے نہیں کیا۔" بڑی اطلاع دی گئی۔

"تو وہ آپ تھیں۔" شاک بھرا انداز۔

"کہاں؟" الجھن بھرے تاثرات۔

"کچھ نہیں" مزید بتا کر وہ خود اپنے پیر پہ کلباڑی نہیں مار سکتا تھا۔ "ویسے آپ نے ان سے یہ کیوں پوچھا؟" تفتیشی لہجہ۔

"میرا دل کہہ رہا تھا کہ یہی لڑکی میرے صالح کی زندگی کا حصہ بنے گی۔ تو سوچا کیوں نا اپنی اس سوچ کی پختگی سے پہلے کنفرم کر لوں۔" وہ ہنستے ہوئے بولیں۔

"اور آپ کو ایسا کیوں لگا؟" جانے کیا جانے کی کوشش تھی۔

"جیسے تمہیں لگا کہ وہ لڑکی تمہارے لیے اہم ہے۔ بس ایسے ہی مجھے لگا۔"

"آپا" زروٹھے پن سے کہا۔

"اچھا بھئی اب نہیں تنگ کرتی۔ کب لے کر جاؤں رشتہ؟"

"تسلی سے لے جائیے گا۔" اب چونکہ جان چکا تھا کہ وہ اس کی ہی آپا کی وجہ سے پوچھا گیا تھا تو دل کو سکون ملا تھا۔

"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ ایک دو ماہ تک لے جاؤں گی۔" پرسوج انداز میں بولیں تو صالح کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔

"ارے دو تین دن تک لے کر جاؤں گی۔ فکر نہیں کرو۔ تم سے زیادہ مجھے جلدی ہے۔" صالح کی جان میں جان آئی۔

"آپا ایک اور بات ہے۔" محتاط سا انداز۔

"ہاں کہو"

"میں چاہتا ہوں کہ ایک دو ماہ میں نکاح ہو جائے۔ رخصتی ابھی نہیں چاہتا۔ میں پہلے خود کو مکمل طور پہ اس ٹراما سے نکالنا چاہتا ہوں۔"

"کب تک نکال لو گے خود کو اس تکلیف سے باہر؟" سنجیدگی بھرا انداز۔

"میں نہیں جانتا۔ لیکن اب میں اپنے خوف سے جیت جانا چاہتا ہوں۔" وہ جانتی تھیں کہ وہ کس خوف کی بات کر رہا ہے۔ عورت پہ یقین کرنا اس کے لیے مشکل تھا مگر اب وہ یہ مشکل کام کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ آگے

بڑھ سکے۔ اپنے دل کی آواز پہ لبیک کہہ سکے۔ اس لڑکی کو بتا سکے کہ وہ اس کے لیے اہم ہو چکی ہے۔ وہ اس کے بغیر اب زندگی کا تصور نہیں چاہتا۔

دل کے فیصلے کو مان کر صالح منصور نے اپنے خوف کو چیلنج کیا تھا۔

مکمل ناول فری میں پڑھنے کے لیے یہاں
کلک کریں۔

Safar-e-Hdab

safareadab.com

BEING THE STRING OF YOUR KITE

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کارروائی کی جاسکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب